

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی

اور

تحریک پاکستان

حقائق کی روشنی میں

از افادات

ساجد خان نقشبندی

ترتیب

محمد عباس عباسی ایڈووکیٹ



## جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی اور تحریک پاکستان حقائق کی روشنی میں

نام رسالہ

ساجد خان نقشبندی

مصنف

محمد عباس عباسی (ایڈووکیٹ)

ترتیب

یکم جولائی 2011ء

اشاعت

20 روپے

قیمت

E-mail:

maabbasi1@yahoo.com , msrana77@yahoo.com

رابطہ

### اہتمام



شہزاد علی ڈھلون ایڈووکیٹ، عابد عفار خان کاکڑ ایڈووکیٹ  
ظفر رشید باجوہ ایڈووکیٹ، منظور احمد مغل ایڈووکیٹ، زیر اہتمام ایڈووکیٹ

عبدالرحمن، فیصل چیمہ ایڈووکیٹ

## عرض ناشر

ہمارے ہاں ایک بات تسلسل کے ساتھ سنی جا رہی ہے کہ ملائے دیوبند نے تحریک پاکستان کی مخالفت کی تھی اور وہ قیام پاکستان کے مخالف تھے یہ تاثر ایک سوچے بچے منصوبے کے تحت عام کیا جا رہا ہے اور اس کے پیچھے ایک شخص کا فرما ہے اس سلسلے میں مکالمات اور مضامین کی اشاعت ہو رہی ہے یہ بات خلاف واقع ہے کہ سب علماء دیوبند نے تحریک پاکستان کی مخالفت کی تھی۔

یہ درست ہے کہ ملائے کرام کی ایک بڑی جماعت نے قیام پاکستان سے اختلاف رائے کا اظہار کیا تھا ہم اس سے انکار نہیں کرتے اور اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ تحریک پاکستان کی مخالفت کرنے والے علماء کرام نے قیام پاکستان کی صورت میں جن خدشات اور فطرت کا اظہار کیا تھا پاکستان بننے کے بعد کا چند سالہ دور اس کی تصدیق کرتا ہے یا ان کو رد کرتا ہے؟

### یہ بھی ایک حقیقت

ہے کہ ملائے دیوبند کے ہی ایک بڑے طبقے نے قیام پاکستان کی جدوجہد کا ساتھ دیا اور ان کے سرخیل جیسے علامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جن کے بارے میں قائد اعظم کا یہ قول تحریک کے کارکنوں میں موجود ہے کہ "ہمارے ساتھ ایک ایسے بڑے عالم ہیں جن کا علم ہندوستان کے تمام علماء کے علم پر بھاری ہے"

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کی روایت پر اور حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی کی قیادت میں علماء کرام کی ایک بڑی تعداد تحریک پاکستان میں ملوث شریک ہوئی ان میں مولانا طاہر عثمانی، علامہ غفر احمد عثمانی، مولانا نظام شہزاد مولانا جبرائیل حسن، مولانا مفتی محمد شفیع، علامہ سید سلطان عسقلانی اور دوسرے بہت سے علماء کرام تھے جنہوں نے تحریک پاکستان کا نظریاتی تشخص بجا کر کیا۔ ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ تحریک پاکستان کا نظریاتی اور اسلامی تشخص انہی علماء کرام کی عیب سے بجا کر ہوا۔

ہم سمجھتے ہیں کہ قیام پاکستان کے وقت کراچی میں علامہ شبیر احمد عثمانی اور اہل حاکم میں مولانا غفر احمد عثمانی کے اہل ترقی پسندوں نے کامیابی دانہ دراصل ان دونوں گروں کے اس کردار اور جدوجہد کا کلی امتزاج تھا جو انہوں نے قیام پاکستان میں کی تھی۔

اگر حقائق سے عرض نہ رہتا چاہے تو آج بھی تاریخ ہمیں ایسا سوا فرام کر سکتی ہے جس میں بعض ایسے مکاتب فکر کے بانی رہنماؤں کے قائد اعظم علی جناح، علامہ سائید، مولانا غفر علی عثمانی اور مسلم لیگ کے دیگر رہنماؤں کے خلاف کفر کے فتاویٰ موجود ہیں جو مکاتب فکر آج اپنے آپ کو تحریک پاکستان کا بہت بڑا مظہر دار کہلاتے ہیں جن کے بڑوں نے مسلم لیگ کی قیادت میں کفر کو گناہ آج ان کے چہرے اٹھیں تحریک پاکستان کا اہم ذرا ہے جس میں اس کتب فکر کے بڑوں کے نظریات اور فتاویٰ جلتے جڑ بھٹی اشتہار کی ہر جگہ پکارا کے ساتھ ساتھ حصول پاکستان کی راہ میں دیوار تار کا دلچسپ ڈالنے کی بے سوچے سمجھ کر تہہ ہے جس کو ساہجستان تختہ بندی نے اس کتب میں اکٹھا کر کے اس کتب فکر کے بڑوں کے چہروں کی اصل حقیقت کو بے نقاب کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم اور عمل میں برکت طمانینے اور اللہ رب العزت اس کتاب کو نافع بنائے۔ ہم ان تمام باتوں کا بھی شکر گزار ہیں جنہوں نے ہمارا عمر پور ساتھ دیا

والسلام

محمد عباس عباسی ایڈیٹر ڈیسک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رضی اللہ عنہ پر لگائے جانے والے الزامات کا جائزہ

ریح الاول 1432ھ / فروری 2011ء میں ڈسکہ (پنجاب) سے ایک ایسا رسالہ شائع ہوا ہے جو بریلوی مسلک کے زیر نگرانی لکھا ہے، اس میں اس کے موضوع یعنی میلاد النبی سے ہٹ کر مولوی حسین احمد مدنی اور تحریک پاکستان کے عنوان سے جناب زین العابدین ڈیروی بریلوی کا ایک مضمون ہے، جو صفحہ ۳۸ سے صفحہ ۵۵ تک سات صفحات میں نہایت پر فریب، کذب پیلانی کے ساتھ شائع ہوا ہے، جس میں کوئی بات یا حوالہ تحریر نہیں کی گئی، دوسرے اس مضمون کا سرنامہ ہی غلط ہے، کیوں کہ حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ کا تحریک پاکستان سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ جب ایک شخص کا تحریک پاکستان سے تعلق ہی نہ ہو تو اسے اس معاملے میں خواہ مخواہ کھینچ لانا انصاف کا تقاضا نہیں ہے۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی کی جہادِ اندھمگی میں تحریک آزادی کی جدوجہد شامل ہے۔ اگر نقل و بیانی تقاضا اہلسنت کے ان اکابر کا دیتے جنہوں نے تحریک پاکستان میں حصہ لیا، اور ان کے اغلاس میں کوئی شک نہیں۔

(۱) جناب زین العابدین ڈیروی اپنے مضمون کے چوتھے صفحے پر شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ پر اپنی طرف سے پہلی نردجرم یہ مائدگی کہ

”حضرت صاحب نے پہلا شاعر کا رسامہ تو یہ سرانجام دیا کہ کروڑوں مسلمانوں کی دلوں کی دھڑکن اور محبوب شخصیت امام احمد رضا خان قاضی بریلوی قدس سرہ کے خلاف ایشیابِ ناقب نامی ایک کتاب لکھی، جس میں انہیں سیکڑوں گالیوں سے نوازنے کے علاوہ لعوز ہائے دہال اور اسلام دشمن ثابت کرنے کی مذموم کوشش کی۔ وہ یہ بھی کہ قاضی بریلوی نور اللہ مرقدہ نے مولوی صاحب کے اکابرین کی بعض عبارتوں پر شرعی نقطہ نظر سے نکتہ چینی کی، مسز گاندھی، نہرو، ویل اور دیگر مشرکین ہند سے مولانا اور ایک قومی نظریہ کی شدید مخالفت کی تھی۔“

بہت خوب ڈیروی صاحب! گویا

”مٹی حلی سے باہر آگئی“

حقیقت یہ ہے کہ آپ کو مولانا سید حسین احمد مدنی سے اصل اختلاف اس بات پر نہیں کہ انہوں نے کانگریس سے اتحاد کیا، بلکہ آپ کو اصل تکلیف یہ ہے کہ انہوں نے ”ایشیابِ ناقب“ میں آپ کے قاضی بریلوی کے اس رد عملِ ذریعہ کو آشکارا کر دیا جو انہوں نے حسام الحرمین کی صورت میں انجام دیا تھا۔ آپ کہتے ہیں کہ احمد رضا خان صاحب نے علانیہ اہلسنت کی بعض عبارات پر شرعی گرفت کی تھی، جبکہ آپ کے مسلک کے قاضی عبدالنبی صاحب کو کب تو کہتے ہیں کہ

”زیادہ سے زیادہ بات مولانا کے خلاف یہ کی جاسکتی ہے کہ انہوں نے ملائے دوح بند سے اظہار اختلاف کیلئے نہایت سخت اور تلخ لہجہ اختیار کیا تھا انہوں نے مدرسہ دوح بند کے جیسے مسالین علم کی بعض مبادیات کو کفریہ قرار دیا اور اس فتوے میں انہوں نے اس ”شرعی احتیاط“ اور مراعات کو قطعاً ملحوظ نہ رکھا جاپسے نازک موقع پر ملحوظ رکھنی ناگزیر ہوتی ہے۔“

(مقدمہ مقالات پرہیزگاری، ۲۹، مطبوعہ دارالکتابین لاہور)

کہئے جناب آپ تو کہتے ہیں کہ شرعی گرفت کی وجہ سے قاضی صاحب کا موقف ہے کہ احمد رضا خان صاحب نے اس معاملے میں شرعی احتیاط کو بالکل ملحوظ خاطر نہ کیا۔

جہاں تک آپ کا یہ گم ہے کہ مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے رضا خان صاحب کو گالیاں دیں ہیں تو آنجناب کے علم میں ہونا چاہئے کہ ”الطہارۃ الثاقب“ آپ کے احمد رضا خان صاحب کی عن شراغیہ کتابوں (حسام المؤمن، تمہید ایمان، خلاصہ فوائد فتاویٰ) کے جواب میں لکھی گئی ہے، جس میں ملائے دوح بند کو سات سو سے زائد گالیاں دی گئی ہیں۔ ہم ان میں سے صرف ایک کتاب ”خلاصہ فوائد فتاویٰ“ کے پہلے صفحے پر موجود گالیوں کو بطور نمونہ نقل کر رہے ہیں۔

ملاحظہ ہو۔

(۱) بدعت کفریہ والے (۲) اشتیاق سب کے سب (۳) مرتد (۴) امت اسلام سے خارج (۵) ہے  
دینا اور بدعتی کے خبیث سرور (۶) ارضیہ، منسہ اور ہت محرم سے بدتر (۷) قاجر (۸) سب کافروں سے کہینہ  
ترکافر (۹) لٹہ (۱۰) کذاب (۱۱) بدویں (۱۲) حکر (۱۳) خارجی (۱۴) دوزخ کے سزے  
(۱۵) شیطان کے گروہ (۱۶) دین کے دشمن (۱۷) ظالم (۱۸) مفتری (۱۹) ان کی کہادت کہنے کی  
طریقہ ہے (۲۰) تو بہتے محرم۔

یہ چند مہظلات ہیں جو صرف پہلے صفحے پر موجود ہیں، ایسے اگر انکار اہلسنت کو دیکھانے والی ان فحش مہظلات کے جواب میں مولانا مدنی نے رضا خان صاحب کو دجال یا کذاب کہہ دیا تو آپ کو ناراض نہیں ہونا چاہئے اس لئے کہ حدیث نبوی ﷺ ہے کہ ایک دوسرے کو جبراً بھلا کہتے ہیں تو اس کا گناہ ابتداء کرنے والے پر ہے، تا آنکہ جواب دینے والا حد سے نہ بڑھ جائے۔

(۲) ڈیروی صاحب نے یہ جھوٹ بھی بھلا کہ احمد رضا خان صاحب نے انگریز یا ہندو دونوں میں سے کسی ایک کا تقاضا کر کے کسی ایک کی غلامی کرنے کی مخالفت کی بلکہ کہا کہ نبی کریم ﷺ نے جنس نہیں غزوات میں شرکت فرما کر ہمارے لئے یہ نمونہ چھوڑا کہ اہل سنت کا جواب پتھر سے دینا چاہئے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ کے احمد رضا خان صاحب تو ساری زندگی انگریزوں سے جہاد کو حرام بتلاتے رہے۔ ان کی وفات کے بعد بھی کافی عرصے تک ہندوستان کے اخبار انگریز کے حق میں احمد رضا خان صاحب کے دینے جانے والے فتوے شائع کرتے رہے چنانچہ جس فتوے کو آپ نے احمد رضا خان صاحب کے فتویٰ نظر پڑے کے بانی ہونے کی حیثیت سے پیش کیا اس فتوے میں وہ

لکھتے ہیں کہ۔

”ایسی جگہ مسلمانوں پر جہاد فرض بنانے والا شریعت پر مغزنی اور مسلمانوں کا بدخواہ ہے۔“ (رسالہ رضویہ، ج ۲، ص ۱۱۰)

بلکہ احمد رضا خان صاحب کے بیٹے مولوی مصطفیٰ رضا خان صاحب نے تو باقاعدہ ایک رسالہ ”طریق الہدیٰ والا ارشاد“ اسی موضوع پر لکھا  
 کہ انگریزوں سے جہاد ”حرام، حرام، حرام“ ہے شاید ڈیرونی صاحب کے ہاں لٹنٹ کا جناب پتھر سے دینے کا مطہم یعنی او کہ مرے سے پتھر کو  
 ہی حرام حرام حرام کہہ کر تین مطلق دے دیا گیا۔

(۲) ڈیرونی صاحب نے یہ بھی الزام لگایا کہ مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ مسز جناح کو راضی کہہ کر برا بھلا کہتے تھے  
 مگر اس سلسلے میں انہوں نے کوئی حوالہ پیش کرنے کی زحمت کو ارا تکی مالا کہہ دیا اور موجود ہے کہ جب ایک بار کسی جلسے میں بعض حضرات  
 نے مسز جناح کے بارے میں سخت الفاظ کہے تو حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ۔

”میں نہیں سمجھتا کہ جو شخص ہم سے جدا ہو چکا ہے اور اب وہ ہمارے درمیان موجود نہیں اس کی برائی سے کیا مقصد؟ اور اس کا کیا نفع  
 ہوگا؟“ (ماہنامہ رسالت، کراچی، دسمبر ۱۹۷۷ء)

خود ڈیرونی صاحب کے کارہ کے ہاں مسز جناح ایک باغی تھے اور ان کا راضی ہونا ان کے کفر کی ایک مستقل وجہ تھی۔  
 ملاحظہ ہو۔

”جو مسلمان ایک باغی محمد علی جناح کو قاتل اعظم کہے اور اپنا بیٹا مانے اس کیلئے کیا حکم ہے؟ حجاب ہے کہ اگر راضی کی تعریف  
 حلال اور جناح کو اس کا اہل بھوکہ کرتا ہے تو وہ مرتد ہو گیا اس کی بیٹی اس کے نکاح سے نکل گئی مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس کا مقابلہ کریں  
 یہاں تک کہ وہ توبہ کرنے۔“ (الجمالیات، ص ۳۲)

ڈیرونی صاحب اکاش کہ مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ پر اس قسم کے الزامات لگانے سے پہلے اپنے مکر میں بھانک لیجئے۔  
 ڈیرونی صاحب کہتے ہیں کہ مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے مسز جناح کو کافر کہا اور مسلم لیگ میں شمولیت کو حرام کہا اس پر ہم سوائے  
 اس کے اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ لعنة الله على الكاذبين۔

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ خود ڈیرونی صاحب کے کارہ ساری زندگی مسز جناح کو کافر، مرتد اور لیگ میں شرکت حرام ہے کہ تو کہہ دیتے  
 رہے چند حوالے ملاحظہ ہوں:

مولوی ابو طاہر طیب دانا پوری نے جناح صاحب کے بارے میں یہ الفاظ تحریر فرمائے ہیں:

(الف) ”اور مسز جناح ان کا قاتل اعظم ہے، اور صرف انہیں وہ کفروں پر اکٹھا کرتا تو قاتل اعظم کی خصوصیت ہی کیا رہتی؟ لہذا وہ اپنی  
 آنکھوں، اپنے پتھروں میں سے سچے کفریات قطعاً بیکار ہوتا ہے۔“ (تجانب الہدیت، ص ۱۱۹)

(ب) "ہم شریعت مسز جناح اپنے ان عقائد کفریہ قطعیہ عہد کی بنا پر قطعاً "مرتد اور خارج از اسلام ہے۔ جو شخص اس کے کفر پر مطلع ہونے کے بعد اس کو مسلمان جانے یا اس کے کافر و مرتد ہونے میں شک رکھے یا اس کو کافر کہنے میں توقف کرے وہ بھی کافر و مرتد اور شرالانام اور بے توبہ ہر اتق مستحق لعنت۔ (تہاب الہدایت ص 122)

(ج) مظہر اعلیٰ حضرت مولانا حسرت علی خاں اپنے فتاویٰ جات میں فرماتے ہیں:

"ہر مسابہ پاکستان یعنی تقسیم ملک اتنا یگیوں کا، اتنا ہندوؤں کا، اس صورت میں احکام کفر ملک کے بڑے حصے میں یگیوں کے زور سے جاری ہوں گے کہ ہی اس تقسیم پر راضی ہونا کے طالب ہیں۔ احکام کفر رخت بدنی ہے" (اعمال مانو اور رضا ص 3)

(ج) یہ مسلم ایک نہیں مظلم ایک ہے (تہاب الہدایت ص 112)

(ح) مسلم ایک کا دستور کفریات و مخرقات پر مشتمل ہے (تہاب الہدایت ص 118)

(د) اہل البرکات سید احمد اپنے ایک فتوے میں مسز جناح اور ایک کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

اگر راضی کی تعریف حلال سمجھ کر اور جناح کو اس کا اہل سمجھ کر تعریف کرتا ہے تو وہ شخص مرتد ہو گیا اس پر تہذیب ایمان و نکاح لازم ہے۔۔۔ ایک کے ساتھ کسی بھی قسم کا تعاون جائز نہیں اس میں شمولیت حرام ہے۔ اس لئے کہ ایک مرتدین کی جماعت ہے یہ فتویٰ "الجمہات السنیہ" کے آخر میں موجود ہے۔

(ہ) احمد رضا خان صاحب کے مرشد گھرانہ اور درگاہ مبارکہ کی اہم شخصیت اور اور رسول محمدیوں میں ماہر ہدی نے 1939ء میں ایک کتاب لکھ کر شائع کی جس کا نام "مسلم ایک کی زریں بیداری" ہے اس میں مسز جناح کو دوزخ کا تک لکھتے ہیں اصل عبارت ملاحظہ ہو:

بد مذہب جنہوں کے کتے ہیں کیا کوئی مسلمان اور سچا ایمان والا کسی کتے اور وہ بھی دوزخیوں کے کتے کو اپنا کا کا معلم یا نائب سے بڑا پیشوا اور سردار بنانا پسند کرے گا؟ (مسلم ایک کی زریں بیداری ص 4)

جناب زین العابدین (بروی کو دعوت لکھے کہ ان کے اکابر کے یہ ارشادات) یہاں چند بیان ہوئے ہیں، باقی کے لیے اصل کتب کی طرف مراجعت کی جائے) جن میں جناح کو کافر، نجس، جہنم کا کتا، راضی، مرتد وغیرہ کہا گیا ہے، ان کے کفر میں شک کرنے والوں کو بھی کافر کہا گیا ہے، تو کیا آپ نے ان کے کفر میں شک کر کے "کا کا معلم محمد علی جناح رحمہ اللہ علیہ" تحریر فرما کر اپنے اکابر کے فتاویٰ کا حکم اپنے اوپر نہیں لگایا؟ اگر جواب اثبات میں ہے جیسا کہ ہونا چاہیے تو یہ اپنے اکابر کی عظمت ہوگی، قبول کر لیجیے۔ اور اگر جواب نفی میں ہے تو اپنے اکابر سے بنو مت ہوگی، باقی کی بات پر التفات کرنا ویسے ہی بے حسنی ہے۔ اس لئے کہ جس نے اپنے اکابر کے ارشادات کو پیش نظر نہ رکھا، ان کی مخالفت کی اور مخالفت بھی ایسی کے دائرہ اسلام سے خارج ہو جانا پسند فرمایا تو (اپنے گمان میں) فریق مخالف کے حلقے آپ کے تبصروں پر التفات کیسے کیا جاسکتا ہے؟ جو اپنے اکابر کی بات نہ سمجھ پایا ہمارے اکابر کی کیا سمجھا ہوگا؟

علمائے دیوبند رحمہم اللہ نے تحریک پاکستان میں حصہ لینے کو کبھی کفر نہیں کہا۔ یہ کفر اور اسلام کا مسئلہ نہیں تھا۔ مسلمانوں کی ایک

جماعت تقسیم ملک کو مسلمانوں کے لیے معزز سمجھتی تھی۔ اس جماعت میں اہل بدعت کا ایک ممتاز طبقہ (بریلوی نہیں صرف بدعتی) بھی شامل تھا۔ مولوی عین الدین اجیمیری، مولوی عبدالماجد بدایونی، مولوی عبدالصمد بدایونی، مولوی عبدالباری فرنگی نعلی وغیرہ بھی شامل تھے، مگر یہ معلوم ڈیرہ کی صاحب کو طے صرف مولانا سید حسین احمد دیہی پر ہی کیوں آ رہا ہے کیا اس لئے کہ انہوں نے ”الہامیہ القاب“ تصنیف کی تھی؟

علمائے دیوبند کی ایک جماعت مسلمانوں کے لیے الگ مملکت کے حصول کو قاعدہ سمجھتی تھی اس نے ملاحظہ بھی لیا، وہ بھی اس جرم کی پاداش میں دائرہ اسلام سے خارج ٹھہرے۔ جب دونوں ہی آپ کی نظر میں کانفرنس تو پھر آپ کے پاس ہے ہی کیا جس کو اپنا لائحہ عمل قرار دیں؟

کاش ڈیرہ کی صاحب ایک دن نہ نصیب کی بیگاہ میں کر ایک محقق کی مشیت سے تاریخ کا مطالعہ کرتے کہ آخر مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ اور ان کے رفقاء نے تحریک پاکستان کی مخالفت کیوں کی؟ آئیے حضرت سید مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہی کی زبانی سنئے کہ ہمارے یہ بزرگ تحریک پاکستان کے مخالف کیوں تھے؟ مخالفت کے اسباب پر بھی غور فرمائیے اور ساتھ ہی پاکستان کے موجودہ حالات کو بھی پیش نظر رکھئے ۱۲۶ اپریل ۱۹۳۱ء کو دہلی کے اردو پارک میں پانچ لاکھ کے مجمع سے حضرت شاہجی نے جو تاریخی خطاب فرمایا اس کے صرف دو تہاں ملاحظہ فرمائیں جہاں حضرات کے موقف کا خلاصہ ہے۔

(الف) اس وقت آئینی اور غیر آئینی دنیا میں یہ بحث چل رہی ہے کہ آیا ہندوستان میں مسلم اکثریت کو ہندو اکثریت سے جدا کر کے برصغیر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے؟ قطع نظر اس سے کہ اس کا انجام کیا ہوگا؟ مجھے پاکستان میں جانے کا اتنا ہی یقین ہے جتنا اس بات پر کہ صبح کو سورج مشرق سے طلوع ہوگا، لیکن یہ وہ پاکستان نہیں ہے گا جو جس کروڑ مسلمانوں کے ذہنوں میں موجود ہے اور جس کے لئے آپ بڑے غلوں سے کوشاں ہیں ان غلوں کو جو جانوں کو کیا معلوم کر کل بن کے ساتھ کیا ہونے والا ہے؟ بات جھڑے کی نہیں سمجھنے اور سمجھانے کی ہے، لیکن تحریک کی قیادت کرنے والوں کے قول و فعل میں بلا کا تضاد اور بڑی ہی لڑائی لڑی ہے اگر آج مجھے کوئی اس بات کا یقین دلا دے کہ کل کو ہندوستان کے کسی قصبے کی گلی میں یا کسی شہر کے کسی کوچے میں حکومت الہیہ کا قیام اور شریعت اسلامیہ کا نفاذ ہونے والا ہے تو رب کعبہ کی قسم میں آج ہی اپنا سب کچھ چھوڑ کر آپکا ساتھ دیتے کیلئے تیار ہوں۔

لیکن یہ بات میری سمجھ سے بالاتر ہے کہ جو لوگ اپنی اڑھائی من کی لاش اور چوٹ کے قند پر اسلامی قوانین نافذ نہیں کر سکتے جن کا اہمنا ہیندو، جن کی وضع قطع جن کارکن سکھ، ہل چال ہندو، تہذیب، کھانا پینا لباس وغیرہ فرض کوئی چیز بھی اسلام کے مطابق نہ ہو وہ دس کروڑ انسانی آبادی کے ایک قطعہ زمین پر اسلامی قوانین کیسے نافذ کر سکتے ہیں؟ یہ ایک فریب ہے اور میں یہ فریب کھانے کیلئے تیار نہیں۔ ہندو اپنی مکاری اور عیاری سے پاکستان کو ہمیشہ تک کرتار ہے گا، اسے کزور بنانے کی ہر ممکن کوشش کرے گا، اس تقسیم کی بدولت آپ کے دریاؤں کا پانی روک دے گا، آپ کی معیشت جہاں کرنے کی کوشش کرے گا آپ کی یہ حالت ہوگی کہ بوقت ضرورت مشرقی پاکستان



مغربی پاکستان کی اور مغربی پاکستان مشرقی پاکستان کی کوئی مدد کرنے سے قاصر ہوگا۔ احمدیوں کی طور پر پاکستان میں چند خاندانوں کی حکومت ہوگی اور یہ خاندان زمینداروں، سرمایہ داروں اور صنعت کاروں کے خاندان ہونگے۔ امیران بدلتا ہوتا چلا جائے گا اور غریب غریب تر۔

(روزنامہ "جمعہ" دہلی، ۱۲۸۰ء اپریل ۱۹۳۶ء)

اسی طرح مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ایک تقریر میں فرماتے ہیں کہ:

(ب) اس زمانے میں پاکستان کی تحریک زبان زد عوام ہے، اگر اس کا مطلب اسلامی حکومت علیٰ منہاج اہل و عیال مسلم

اکثریت والے صوبوں میں قائم کرنا ہے تو ماشاء اللہ نہایت مبارک دستم ہے۔ کوئی بھی مسلمان اس میں کنگو نہیں کر سکا، مگر بحالت موجودہ یہ چیزیں تصور الوقوع نہیں۔ اور اگر اس کا مقصد انگریز کی حکومت کے ماتحت کوئی ایسی حکومت قائم کرنا ہے جس کو مسلم حکومت کو نام دیا جائے تو میرے نزدیک یہ اسکیم محض بزولنا اور سلیمان ہے، اور ایک طرف برطانیہ کیلئے ڈیڑھ لاکھ روپے کا سونچا ہوا بیچارہ ہے، اور یہی عمل برطانیہ نے ہر جگہ جاری کر رکھا ہے۔ (ملاء حق اور ان کے بھاپا انکار سے: ج ۱، ص ۳۶۲)

غرض ان ملاء کے پیش نظر مستقبل کے یہ حالات تھے اور جو اس وقت خدشات تھے وہ آج اظہارِ کلمہ ہیں جس کی وجہ سے انہوں نے تقسیم کی حمایت نہیں کی۔

ڈیروی صاحب! انصاف کی نظر سے آج پاکستان کے حالات دیکھ کر بتائیے کہ کیا یہ وہی پاکستان ہے جس کیلئے مسلمانوں سے قربانیاں مانگی گئیں؟ ۱۹۴۷ء میں آج تک اسلامی قوانین کے خلاف کے مطالبے کئے جا رہے ہیں۔ جہاں نہ اسلام محفوظ نہ مسلمان محفوظ۔۔۔ مدارس کو دہشت گردی کے مراکز بتلایا جا رہا ہے، ملاء کو دہشت گرد باور کرایا جا رہا ہے۔۔۔ حدود و قوانین کا خدائی چوراہوں پر اڑا کر انہیں کاغذ کر دیا جاتا ہے۔۔۔ جہاں ناموسی رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے قوانین کو ختم کرنے کے پلان بنائے جا رہے ہیں۔ جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت جیسے مسئلہ کو حل کرنے کیلئے ۲۵ سال لگ گئے اور دس ہزار مسلمانوں نے قربانیاں دیں۔ جہاں کھصلان کی عزت و آبرو محفوظ نہیں۔۔۔ بیت المال کو باپ کی جاگیر سمجھ کر لوٹا جا رہا ہے۔۔۔ جہاں ہر طرف لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم ہے۔ جہاں لنگ کو بلوچ، پنجون، پنجابی سرائیکی اور نہ معلوم کس کس کے نام پر تقسیم کیا جا رہا ہے۔۔۔ جہاں کے صدر سے لیکر معمولی و ذریعہ کو ترامہ، کوئی ایک سورت درست طریقے سے پڑھنے نہیں آتی۔۔۔ کیا یہی وہ پاکستان ہے جس کیلئے یہ نعرہ لگایا گیا تھا کہ پاکستان کا مطلب یہی اللہ تعالیٰ ہے۔۔۔ ۱۹۴۷ء

ڈیروی صاحب کو یہ لگے کہ مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم لیگ کی حمایت کیوں کی؟ اس کے ساتھ لکھ کر تحریک کیوں نہ چلائی؟ مگر کاش ڈیروی صاحب اعتراض سے پہلے ان حوالہ پر بھی غور فرمائیے جس کی وجہ سے مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو مسٹر جناح سے اپنے راستے جدا کرنے پڑے۔ تاریخ کے ایک طالب علم کی حیثیت سے فقیر وہ چند حوالہ یہاں نقل کر رہا ہے جس کی وجہ سے مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ مسلم لیگ سے بیزار ہو گئے تھے:

(الف) ۱۹۳۱ء کے صوبائی الیکشن میں ایک نے مختلف جماعتوں کو ایک پلیٹ قائم پر جمع کرنے کی کوشش کی اور اس پلیٹ میں جمعیت علمائے ہند سے بھی اتحاد کی درخواست کی جمعیت کے ذمہ دار اس شرط پر اتحاد کیلئے تیار ہو گئے کہ مسلم لیگ میں موجود انگریز پرست اور جنت پسند اور خوشامدی ٹولے کو نکالا جائے مسز جناح نے عمل آدگی کے ساتھ اس بات کا عہد کیا کہ الیکشن کے بعد وہ ایسے تمام لوگوں کو ایک کی صفوں سے باہر کر دیں گے اور اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو وہ ایک چھوڑ کر آزاد جماعتوں میں شامل ہو جائیں گے، مگر انہوں نے کہ مسز جناح نہ تو سرکار پرست ٹولے کو ایک سے ملے کر سکے نہ خود ایک سے ملے ہوئے۔ چنانچہ خود مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

”مسز جناح نے ۱۹۳۱ء کے الیکشن کیلئے جمعیت علمائے ہند سے اتحاد و تعاون چاہا۔ وہ زمانہ نوٹن کی حکومت کا تھا اور آزادی خواہ جماعتوں کی ہر قسم کی غیر قانونی جدوجہد پر سخت قسم کی قانونی پابندیاں عائد تھیں۔ مسز جناح نے چند گھنٹے ہم سے گفتگو کی اور درخواست پر زور دیا اور کہا کہ میں ان رعیت پسندوں سے عاجز آ گیا ہوں اور ان کو تفریق سے الگ کر کے آزاد خیال اور ترقی پسند لوگوں کی جماعت بنانا چاہتا ہوں ہم لوگ اس میں داخل ہو جاؤ۔ ہم لوگوں نے عرض کیا: اگر آپ ان کو خارج نہ کر سکے تو کیا ہوگا؟ فرمایا: اگر میں ایسا نہ کر سکتا تو تم لوگوں میں آ جاؤں گا اور ایک چھوڑ دوں گا۔“

(کھوات شیخ الاسلام)

(ب) مسلم یونٹی بورڈ میں جناح نے واضح الفاظ میں کہا تھا کہ ہر قسم کے مذہبی معاملات میں ہر فیصلہ جمعیت علمائے ہند کی رائے کے مطابق ہوگا بصورت دیگر میں ایک چھوڑ دوں گا۔ مگر ایسا نہ ہو سکا۔ سید فضل احمد صاحب لکھتے ہیں کہ:

اس کے بعد (یعنی مرکزی اسمبلی کے انتخابات کے بعد) جبکہ صوبوں کی اسمبلیوں کے انتخابات کا وقت آیا تو شروع ۱۹۳۱ء میں یونٹی بورڈ کے مجلس عاملہ نے دہلی میں ایک اجلاس منعقد کیا۔ اس میں مسز جناح کی طرف سے مسز عبدالحقین چوہدری نے کہا کہ بجائے یونٹی بورڈ کے مسلم لیگ کے نام سے الیکشن لڑ جائے اور اس پرانی جماعت کو مضبوط کیا جائے۔ دوسرے روز قزول باغ میں مولانا شوکت علی کے مسکن اس بارے میں مفصل مشورہ ہوا۔ اس میں یونٹی بورڈ، مسلم لیگ، جمعیت کے خاص خاص اراکین شامل تھے۔ اس میں بحث آئی کہ جو لوگ اپنا مسلک کمال آزادی میں رکھتے ہیں وہ مسلم لیگ کے ممبر کس طرح بن جائیں؟ اس پر مسز جناح نے کہا کہ جو لوگ آگے ہیں ان کا پیچھے والوں کے ساتھ شامل ہو جانا کوڑا بھیل اعتراض عمل نہیں ہے۔ ہم لوگ آپ کے پیچھے چلیں گے اس وقت حاضرین میں سے ایک صاحب نے کہا آپ ۱۹۳۰ء میں بھی تھکے ساتھ تھے اب اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ آپ آئیے وہ بھی ہمارے ساتھ رہیں گے؟ اس پر مسز جناح نے کہا نہیں! میں اب ساتھ سے نہیں ہوں گا اسی سلسلے میں آپ نے فرمایا میں آزادخواہ طاقتوں کی حمایت کروں گا خود غرض سرکار پرستوں، اور سرکاری عنصر کو مسلم لیگ پارٹیشنری بورڈ میں نہ لوں گا۔ اور مذہبی معاملات میں ہر فیصلہ علمائے ہند کی رائے کے مطابق کروں گا۔ اگر اس سے محذور ہو تو مسلم لیگ چھوڑ کر آزادی خواہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر کام کروں گا۔ ان سچاؤوں کے بعد قرارداد

پایا کہ بجائے مسلم لیگ کے مسلم لیگ پارٹیشن کے فرض سے قائم کیا جائے گا جس میں تمام مسلم جماعتیں شریک ہوں۔

(روح مدونہ ستمبر ۱۹۴۸ء ص ۱۲۷)

مگر انہوں نے لیگ نے اپنی ان وعدوں سے اپنی اس طرح انحراف کیا اور جماعت سے اس قسم کے لوگوں کو نکالا

تفصیل کیلئے، مکتوبات شیخ الاسلام ج ۱ ص ۳۶۱ کا مطالعہ فرمائیں۔

اس کے علاوہ جمعیت علماء ہند کی طرف سے اسٹیبل میں جو شریعت، فاضلی مل اور دیگر مختلف مل میں گئے لیگ نے ان کی سخت

خلافت کی۔

۱۹۳۹ء کے کنوینشن ایکٹ کو بعد وستان کی تمام جماعتوں نے ہاتھ ایکٹ قرار دیا اور اس کے نفاذ کے دن مکمل ہڑتال کی کر لیگ

نے کنوینشن ایماء پر اس ہڑتال کی مکمل مخالفت کی۔

اسی طرح لیگ نے جمعیت کے سامنے یہ مطالبہ بھی پیش کیا کہ اس کے جوائننگ کانگریس کے نمبر ہیں اور کانگریس سے اسٹیبل (سے

کر مسلم لیگ میں شامل ہو جائیں اور اس کے فیصلوں پر عمل کریں۔ جس کے جواب میں جمعیت نے کہا کہ اگر جناح برطانیہ حکومت کے

سامنے آزادی کامل کا مطالبہ رکھتی ہے اور حکومت کے منکرو نہ کرنے کی صورت میں لیگ جارجان اتمام کا وعدہ کرتی ہے تو اس کے بارے

میں سوچا جاسکتا ہے۔ جس پر جناح نے ان دو شرائط پر عمل درآمد کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ (مدینہ ۱۳، رجب ۱۹۴۰ء)

یہ وہ چند امال تھے جس کی وجہ سے جمعیت لیگ کے ان بارہا سببوں کو بار بار اڑانے کا سرفروغ نہیں دینا چاہتی تھی۔ جس کے جواب میں

لیگوں نے دن رات جمعیت اور اس کی ہم لوہا جماعتوں کے خلاف پروپیگنڈا کا طوفان دہیگری کھڑا کر دیا۔

مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا اختلاف اگر لیگ سے تھا تو وہ صرف اور صرف اصول اور لیگ کے غیر مناسب اور غیر

مجید رویے کی وجہ سے تھا چنانچہ لیگی رہنما چوہدری ظفر علی صاحب لکھتے ہیں کہ

"ہو جو ان اختلافات کے مجموعہ اظہار ہونے دین کے نام سے کبھی مسلم لیگ کی مخالفت نہیں کی۔"

(سورہ ص ۱۲، ایک مطالبہ ص ۴)

۳۔ بروی صاحب کو اسرار ہے کہ مسٹر جناح آزادی اور قانونی نظریے کے علمبردار تھے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مسٹر جناح خود ہندو

مسلم اتحاد کے "چیمبر" کے نام سے جانے جاتے تھے۔ مولوی عبدالکیم اختر شاہ جہاں پوری لکھتے ہیں کہ

"ان دنوں محمد علی جوہر، محمد علی جناح، ڈاکٹر اقبال مرحوم جیسے بیدار مفکرین بھی ہندو مسلم اتحاد کی پرزور حمایت کر رہے تھے۔"

(سیرت امام احمد رضا ص ۱۱)

۱۹۲۶ء میں مسلم لیگ نے کانگریس کے ساتھ اس وقت جتن کھینچا کہ ساتھ ساتھ یہ کیا جب مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ انکی عملی

سیاست میں پورے طور پر آئے بھی نہ تھے۔ یہی جتن مختلف اعزاز سے مسلم لیگ کا مشہور ہوا اس جتن کے ذریعہ مسلم اکثریتی صوبوں

میں کسی طرح مسلمانوں کے حقوق کا خون کیا گیا؟ پی تاریخ کے کسی بھی طالب علم سے چھٹی نہیں پوار ہے کہ اس بحث کی سربراہی ایک ہندو سربراہ نے کی تھی (تاریخ مسلم لیگ، ص ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶)

(۳) ڈیروی صاحب کو شکوہ ہے کہ ”کانگریسی مولویوں“ نے کانگریسی کونڈیشنریوں کو اپنا ہمراہی بنا لیا اور ان کے بارے میں بھی کوئی تبصرہ کرنے کی جرات کریں گے، جو ایک ہندو کی ہمدردت میں معاہدے کرتے ہیں۔

سبز جناح صاحب پر تو ”ایک قومی نظریے“ کا ایسا بھوت سوار تھا کہ اپنے ایک خطبہ ہمدردت میں یہ اعلان کرتے ہیں کہ

”ہندوستان ہی ہم سب کی گلی اور آخری منزل ہے“۔ (تاریخ مسلم لیگ، ص ۱۳۵)

ڈیروی صاحب کی جماعت کے مطلقاً عظیم ہندو مولوی مصطفیٰ رضا خان صاحب کہتے ہیں کہ:

مسلم لیگ جہاں تک ہمیں معلوم ہے وہاں چند روز ہوئے کانگریس سے جدا ہوئی ہے جب کانگریس اپنے اپنے علاقے کا مالک سے ملو رہی اور اس نے نہایت بری طرح ان بعض افراد کے جنہوں نے مسلم لیگ نام رکھا ہے بعض مطالبات کو ٹھکرایا اور ان کی ایک نہ سنی ڈرا بھی اٹھاتے نہیں کیا۔ اور کان غالب ہے کہ جب کانگریس کا نشانہ ہرن ہو گا اور وہ مسلم لیگ کے ان مطالبات کو ان کے کان سے نہ سنی ڈرا کانگریس میں منظم وہ قدم ہو جائے گی آج یہ افراد جنہوں نے مسلم لیگ کو بنا لیا جماعت کا نام جو بھول بھر چکا تھا رکھا گیا ہے ان کی کئی کئی کہہ رہے ہیں۔ خراب ہندو فریال، بسیار اب اگر کانگریس کھلی جس پر ہرک ہو خدا کرے کھلی رہیں مگر جب کہ وہ ایک ایسی جماعت ہے جو غیر سنی ہی نہیں اپنے لوگوں پر مشتمل ہے جو نام اسلام ہی رکھتے ہیں تو اس کی رکیت و حرکت کی تو شرعاً اجازت نہیں ہو سکتی۔

(نماوی مصطور، ص ۵۰۰)

آپ کے مولوی مصطفیٰ رضا خان نے یہ فتویٰ ۱۹۳۳ء میں دیا، گویا ۱۹۳۷ء تک مسلم لیگ کانگریس کی حمایتی و معاون رہی، مگر ۱۹۳۷ء بھی مولانا حسین احمد مدنی پر ۱۹۳۷ء کے ہندو جدا ہوئی مگر کسی اصول یا دوقومی نظریے کی بنیاد پر نہیں بلکہ اپنے مفادات کی وجہ سے اور جسے ہی یہ مفادات کانگریس پر ہونے کے لیے کی سبز جناح پھر ”کانگریسی“ ہو جائیں گے۔۔۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد انگریز مسلسل کمزور ہوتا تھا۔ اس نے عسوس کر لیا تھا کہ ہندوستان کی تمام قومیں متحد و متنقل ہو چکی ہیں۔ انگریز نے آزادی کا مطالبہ کرنے والوں کو ہل تو ہڈ نام کہ شروع کیا۔ کانگریس کے خلاف قریب پر وہ پکڑ لیا گیا کہ یہ مسلمانوں پر ظلم کے پہلا توڑ دہی ہے اور جمعیت علمائے ہند کو ”کانگریسی ملاوٹوں“ کا خطاب دیا گیا حتیٰ کہ آپ کے بھائی مصطفیٰ رضا خان قریب تک کہتے ہوئے نہ شرمانے کہ ان ملاوٹوں نے سبز کانگریسی کو ”نئی باقیصل“ مان لیا ہے۔۔۔ معاذ اللہ۔۔۔ قالی اٹھا لکھی۔۔۔

مگر اس سب کے باوجود بھی جب ان آزادی پسندوں کے حوصلے پست نہ ہوئے تو انگریز نے اپنے پرانے اصول یعنی ”تقسیم کرو اور حکمت کرو“ کے تحت ہندوستان کی تقسیم کا منصوبہ بنایا اور سبز جناح نے اس پر عمل کرتے ہوئے اپنا ایک ایک اکٹلت کا

مطالبہ کر دیا۔

یہ بھی یاد رہے کہ آپ کے مفتی صاحب مسلم لیگ میں شمولیت کے حرام ہونے کے فتوے دے رہے ہیں، مگر آج ابن ابوتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نہ معلوم کیوں فخر سے اس حرام کاری کا اقرار کرتے ہوئے آپ پر حلیم کر رہے ہیں کہ آپ حضرات نے اس جماعت کا بیڑہ چھو کر ساتھ دیا۔

ڈیروی صاحب نے رئیس احمد جعفری کے حوالے سے مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ پر یہ الزام بھی لگایا کہ وہ مسٹر جناح کی بیوی کو "کافرہ بیوی" کہتے ہیں اس سلسلے میں عرض ہے کہ جعفری صاحب کوئی مستعد آدمی نہیں ہیں اس لئے ان کی کوئی بات ہمارے لئے حجت نہیں۔

(۵) ڈیروی صاحب مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ پر اس وجہ سے بھی بہت تلخ پاپ ہیں کہ انہوں نے کانگریس کے ساتھ اتحاد کیوں کیا اور کیوں آزادی کی تحریک میں اپنے ساتھ ہمد کو لگایا، حالانکہ حضرت شیخ الاسلام کانگریس کے ساتھ اتحاد صرف سیاسی بنیاد پر تھا کہ انگریز ایک بیرونی قاصب ہے جو ایک بے رحم فیرے کی طرح دن رات ہندوستان کو لوٹنے میں مصروف ہے یہ قاصب یہاں کی نہ ہی اٹھائی، قلمی، جرنی، معدنی غرض ہر قسم کی دولت کو لوٹنے اور روایات کو پامال کرنے پر تل رہا ہے اس قاصب سے ہندوستان کو آزادی صرف اسی صورت میں مل سکتی ہے کہ ہندوستان کی تمام قومیں اپنی اپنی ہڈیاں ہمد میں رستے ہوئے آزادی کیلئے مشترکہ جدوجہد کریں چنانچہ مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مشترکہ کیلئے جو اصول وضع کیا تھا وہ یہ تھا:

"ہاں یہ بات میں پہلے کہ چکا ہوں یاد آج پھر کہتا ہوں کہ ان اقوام کی باہمی مصالحت اور آشتی کو آپ اور پانچواں خوشگوار دیکھنا چاہئے ہیں تو اس کی حدود کو خوب اچھی طرح دل چسپی کر لیجئے اور وہ حدود یہی ہیں کہ خدا کی ہانڈی ہوتی حدود میں ان سے کوئی رخصت نہ پڑے۔ جس کی صورت میں جو اس کے اور نہ کہیں کہ اس صلح آشتی کی تقریب سے فریقین کے ذہنی امور سے کسی کوئی امر کو بھی ہاتھ نہ لگایا جائے اور ہندی معاملات میں ہرگز کوئی ایسا طریق اختیار نہ کیا جائے جس سے کسی ایک فریق کی ایذا رسانی اور دل آزادی متصور ہو۔"

اگر مولانا حسین احمد مدنی جتول آپ کے معاذ اللہ ہمد کے ایجنٹ تھے تو کیا وہ ہے کہ جب بھی اس اصول کو توڑنے کی کوشش کی سب سے پہلے اس کی راہ میں رکاوٹ مولانا کی جماعت یعنی پانچ ہندوستانیوں کا مقابلہ کس نے کیا؟؟؟ کانگریس نے جب دستوری فارمولہ پیش کیا تو جمعیت علمائے ہند نے اس کے مقابلے میں اپنا دستوری فارمولہ پیش کیا۔ سڈیچہ گڈ کے خلاف جب ہمد کی طرف سے پارلیمنٹ میں بل پیش کیا جانے لگا تو سب سے پہلے جمعیت کے ناظم مولوی نے اس بل کو روکنے کی درخواست پیش کی، جبکہ اس زمانے میں آپ کے محور بیڈر عام کو یہ تھیں کہ

"بقرعید کے موقع پر بجائے گائے کے جہاں تک ممکن ہو سکے دوسرے جانور قربان کئے جائیں" (تاریخ مسلم لیگ، ص ۱۷۶)

کاروائی اجلاس روز اربعہ یکم بمقام ہمد (س)

تسلی تعجب کی بات ہے کہ ایک قومی نظریے پر اعتراض کرنے والے آج خود پنجابی، پنجتون، ہزارہ، سرائیکی، بلوچی، سندھی کی تقسیم

میں نے ہوئے ہیں، جہاں شناختی کارڈ سے لنگر پاسپورٹ تک تمام سرکاری و غیر سرکاری کاغذات پر "پاکستانی" لکھ کر اپنی پہچان کروائی جاتی ہے۔۔۔ میں ڈیرہ کی صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ کی نظر میں حضرت شیخ الاسلام اس وجہ سے ملعون ہیں کہ انہوں نے ہندو کے ساتھ اتحاد کیا، جبکہ دوسری طرف آپ کے مدوح کا کشادہ اور انسانی صاحب بھی قلام مصطفیٰ تحریک، تو بھی ختم نبوت تحریک، تو بھی متحدہ مجلس عمل کی صورت میں اور حال ہی میں آپ کی جماعت کے مہاجر اور ایم اے اے الخیر زور نے ناموں و رسالت مجاز کی صورت میں ایسے لوگوں سے اتحاد کیا جو آپ کے مدوح احمد رضا خان کے نزدیک نہ صرف مہاذہ مرتد ہیں بلکہ ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والے بھی انہی کی طرح مرتد ہیں ڈیرہ کی صاحب! کیا جہ ہے کہ اگر مختلف مکی سلطات پر ان سے اتحاد ہو سکتا ہے اور یہ اتحاد قبول آپ لوگوں کے آپ کے قائدین کی سیاسی بصیرت کی دلیل بن جائے کہ انہوں نے مختلف مسالک کو کسی ایک مسئلہ کیلئے ایک پلیٹ فارم پر جمع کر لیا تو ایک ملک کی آزادی کیلئے اس ملک کی قوموں کے ساتھ اتحاد کرنا جہاں بصیرت اور دور اندیشی کی دلیل کیوں نہیں بن سکتا؟ کیا صرف اس لئے کہ اس اتحاد کو لکھنؤ دینے والے نے "الغیب بالاثبات" لکھنے کا جرم کیا تھا؟ جس نے آپ کے مدوح کے چائے ہونے ڈرامے کو پشت از باہم کر دیا تھا جہاں دیکھنے ڈیرہ کی صاحب!۔۔۔ جواب دیجئے۔۔۔

ڈیرہ کی صاحب نے تاریخ کو سچ کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ دو قومی نظریے کے ہانی مولوی عمار المعروف مولوی احمد رضا خان صاحب تھے اور انہی کے اس نظریے کو بعد میں مسز جناح نے اپنا ہے ہوئے پاکستان کا مطالبہ کیا مگر یہ تاریخ کا بدترین جھوٹ ہے۔ اس لئے کہ خود مولوی احمد رضا خان صاحب "کانگریس" میں شمولیت کا تہی دے چکے تھے چنانچہ مولوی عبدالصمد ولد عبدالوی نے کانگریس کی حمایت میں جو پارٹی سوشلزم سے تہی جات کو "نصرۃ الابرار" کے نام سے شائع کیا اس پر احمد رضا خان کا تعلق تہی کانگریس کی حمایت کا موجود ہے جس میں سوال نمبر سوم ہے:

جماعت قومی مسلم لیگ کانگریس جو ہندو غیر مکتائے ہند کے واسطے دفع تکالیف و جلب منافع دنیاوی چند سال سے قائم ہوئی ہے ان کا اصل اصول یہ ہے کہ بحث انہی امور میں جو کل جماعت نے ہند پر ہوں اور ایسے امر کی بحث سے گریز کیا جائے جو کسی ملت و مذہب کو متضرر ہو۔۔۔ اسکی جماعت میں شریک ہو اور مست ہے یا نہیں؟ (نصرۃ الابرار ص ۱۴)

اس کے جواب میں لکھتے ہیں کہ

جب معاملات دنیاوی میں شریک ہوئے ہندو سے۔۔۔ جو جب آیت اور حدیث مذکورہ جواب دوم درست ہو تو اس مجلس میں شریک ہونا

کیے مکرر ہے۔ (نصرۃ الابرار ص ۱۴)

اگر ڈیرہ کی صاحب کی لائبریری میں یہ تہی موجود نہ ہو تو وہ ہم سے طلب کر سکتے ہیں۔۔۔ دوسروں کو لکھنا دینے والے ڈیرہ کی صاحب

کو عبرت حاصل کرنی چاہئے کہ یہاں تو ان کے اپنے قلم "کانگریس" نکلے۔۔۔ اس تہی کے متعلق دور حاضر کے مورخ فاروق تریبشی صاحب تحریر کرتے ہیں:

مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی کا جنگ آزادی میں کردار سب کو معلوم ہے انہیں اگر بڑھتی اور دلت میں ملی تھی ان کا تعلق علماء لدھیانہ کے اس خانوادے کے ساتھ ہے جس میں کئی کئی پختہ برطانوی سامراج کے خلاف نبرد آزار ہیں ۱۸۵۷ء کے معرکہ میں اس خاندان کے مولانا عبدالقادر لدھیانوی لکھنے کے بہادر شاہ ظفر کی مدد کو دلی پہنچے تھے، برطانوی سامراج کے ہندوستانی فرزندوں نے کانگریس میں مسلمانوں کی شمولیت کو از روئے اسلام ناجائز قرار دیا تو علی محمد مجیم جی کے استفسار پر ہندوستان بھر کے باغی مدد طلباء حق نے کانگریس میں شمولیت کو از روئے اسلام جائز ٹھہرایا تھا یہ فتویٰ بعد میں نصر اللہ ابراہیم کے نام سے ایک کتابچہ کے نام سے طبع ہوا تھا اس کی ترتیب و تدوین کا کام علماء لدھیانہ کے مولانا شاہ محمد لدھیانوی باور مولانا شاہ عبدالصمد لدھیانوی نے کیا تھا آپ رشتہ میں مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی کے دادا تھے اس فتویٰ پر مولانا احمد رضا خان بریلوی کے علاوہ حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مددگاروں کے علاوہ اور مسیحیوں کے نام کے دستخط بھی ملتے ہیں اس فتویٰ کو کانگریس کی تاریخ میں بڑی اہمیت حاصل ہے نام مورخین نے اس کا ذکر کیا ہے ہندوستان کے صدر جمہوریہ ڈاکٹر اجدر پرشاد نے اپنی تصنیف ہندوستان کی سیاسی تاریخ اور ہندوستان کا مستقبل میں اسے بطور خاص شامل کیا ہے۔ (روزنامہ جنگ لاہور ستمبر ۱۹۸۵ء، مضمون تحریک آزادی میں مسلمانوں کا کردار اور بھارت کی احسان شناسی)

اسی طرح "مولوی احمد رضا خان" نے ۱۹۳۰ء یعنی اپنی وفات سے صرف ایک سال پہلے ہندو کے متعلق جو فتویٰ جاری کیا اس میں بھی ہندو کے متعلق یہی نظریہ اپنایا کہ

لھم مالنا وعلیہم ما علینا

ان کیلئے ہے جو ہمارے لئے اور ان پر ہے جو ہم پر ہے

(رسائل رضویہ، ج ۱، ص ۸۱)

تو پھر کیسے یقین کر لیا جائے کہ "مولوی احمد رضا خان" دو فتویٰ نظریہ کے بانی تھے؟ حقیقت یہ ہے کہ "احمد رضا خان" کی وفات کے "پچاس سال" تک کسی سوانح نگار کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ آئی کہ ہمارے مہتمم علی حضرت تو دو فتویٰ نظریہ کے بانی اور آزادی کے دوسرا تھے ۱۹۷۱ء میں جلی بار پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد بریلوی نے "فاضل بریلوی اور ترک موالات" نامی کتاب میں اس بات کا انکشاف کیا کہ دو فتویٰ نظریہ کے اصل بانی تو رضا خان صاحب ہی تھے اور اس وقت سے لیکر آج تک جس کی تاریخی شہادت کے بریلوی سوانح نگار بھی راگ الا پ رہے ہیں ڈیرہ صاحب نے بھی اسی کتاب کی لکیری چٹیا ہیں۔۔۔

ہم ڈیرہ صاحب سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ کسی مستند تاریخی شہادت سے یہ بات ثابت کریں کہ مسٹر جناح نے اپنی کسی تقریر میں آپ کے فاضل بریلوی کے اس فتوے کا حوالہ دیا ہو جس کی طرف آپ اشارہ کر رہے ہیں اور کہا ہو کہ میں نے دو فتویٰ نظریہ کا عقیدہ اس

فتوے کو پڑھ کر اپنا پتا ہے۔ کسی ایک مستحق تاریخی شہادت سے اس بات کا ثبوت دینا کہ مسلم لیگ نے بھی اپنے منشور میں اس فتوے کو شامل کیا ہو جس کی بنیاد پر آپ کی جماعت پچھلے چالیس سال سے یہ جھوٹ بول رہی ہے کہ دوقومی نظریے کے بانی احمد رضا خان صاحب تھے۔

(۷) ڈیرہ صاحب نے مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ پر یہ سنگین الزام بھی لگایا کہ وہ مولانا محمد سیکورز ابن کے آدمی تھے اسی لئے تو ہندو سے اتحاد کیا تھا۔

مولانا اللہ علیہ میں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ڈیرہ صاحب یہ ضمنی کھینچے ہوئے خدا خونی سے بالکل بے پروا اور بچے تھے۔ انہوں نے کلمہ اٹھاتے وقت قسم کھالی تھی کہ اتنا جھوٹ بولا اتنا جھوٹ بولو کہ سچ گلے گلے اتنا سنگین الزام تو آج تک مدنی صاحب کے بڑے سے بڑے دشمن کو بھی لگانے کی جرأت نہ ہوئی ڈیرہ صاحب خدا کا خوف کریں ایک دن مرنا ہے، اللہ کے حضور ان کذب بیانیوں کا جواب دینا ہے۔ کاش ڈیرہ صاحب اتنا بڑا الزام لگا کر اپنی آخرت برباد کرنے سے پہلے ایک دفعہ جمعیت علمائے ہند کے اغراض و مقاصد پر ہی ایک نظر ڈال لیتے جو یہ ہیں۔

جمعیت علمائے ہند کے اغراض و مقاصد پر ایک نظر ڈالئے۔

الف۔ اسلام، مرکز اسلام (حجاز) جزیرۃ العرب اور شعائر اسلام کی حفاظت، اور اسلامی قومیت کو نقصان پہنچانے والے اثرات کی مخالفت۔

ب۔ مسلمانوں کے مذہبی اور وطنی ضرورہ پالت کی تحصیل و حفاظت۔

ج۔ علماء کو ایک مرکز پر جمع کرنا۔

د۔ ملت اسلامی کی شرعی تنظیم اور عام شریعت کا قیام۔

ه۔ شرعی نسب اہلین کے موافق قوم اور ملک کی کامل آزادی۔

و۔ مسلمانوں کی مذہبی، فلسفی، اخلاقی، معاشرتی، اقتصادی اصلاح اور انہوں میں ملک میں استقامت اسلامی تبلیغ و اشاعت۔

ز۔ ممالک اسلامیہ اور دیگر ممالک کے مسلمانوں سے اسلامی اخوت و اتحاد کے دو اہلہ کا قیام و استحکام۔

ح۔ شری حدود کے مطابق غیر مسلم برادران وطن کے ساتھ ہمدردی اور مائتالی کے تعلقات کا قیام۔

(جمعیت علماء کیا ہے؟ صفحہ ۱۳ تا ۱۴)

جناب زین العابدین ابروی صاحب تائیں کہ اس کے اغراض و مقاصد میں کوئی بات غیر شرعی ہے؟ آپ کو کوئی بات ایسی لگی

جس سے آپ نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ مولانا اللہ مولانا سید حسین احمد مدنی سیکورز ابن کے مالک تھے؟

دوسروں پر الزام لگانے سے پہلے زرا اپنے قائمہ شاہ احمد نورانی کا گریبان پکڑیں جو اپنے کارکنان کو یہ تھمیں کرتے ہیں کہ

جمعیت علماء پاکستان کے کارکنان سیکورز ابن کو کہہ جاویں گے۔ (امام شاہ احمد نورانی، ص ۱۶۹، ملاحظہ فرمائیے)



آپ کو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اس لئے سیکور نظر آتے ہیں کہ انہوں نے آپ کے قائم شاہ نورانی کی طرح روس کی آنکھیں کر کے کیونٹوں کی حمایت نہیں کی؟؟ (ملاحظہ ہو روزنامہ جنگ ۳۰ ستمبر ۱۹۸۸ء ایڈیشن افضل کریم صاحب کا بیان)۔

ڈیروی صاحب نے یہ بھی الزام لگایا کہ مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ علامہ اقبال کے بھی دشمن تھے اس لئے کہ انہوں نے اپنی شاعری سے لوگوں کو کانگریس سے برکتیہ کی کہ مسلم لیگ میں شامل کرالیا اور دوقومی نظریہ کے زبردست حامیوں میں سے تھے۔ حالانکہ ڈیروی صاحب کے علم میں ہونا چاہئے کہ یہ وہی علامہ اقبال ہیں جو مسٹر گاندھی کو ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کرتے

گاندھی جی سے ایک روز یہ کہتے تھے ہاوی  
تازک یہ سلطنت صفت برگ گل نہیں  
گاز حادہر ہے ذبیحہ بدن اور ادھر زہ  
پس کر لے گا گر وہ روزگار میں  
ہوا بات سن کہ کمال وقار سے  
خارا حریف سہی شعیفاں نمی شود  
کمزور کی کند ہے دنیا میں نارسا  
لے جانے گلستان سے ازا کرتے مہا  
صرصر کی رہ گزار میں کیا عرض تو تھا  
دانہ جو آیا سے ہوا قوت آزا  
وہ مرد پختہ کار وطن اندیش دہا صفا  
صد کو چہ اہمیت در بین دعواں غلارا

(ذکر اقبال، ص ۱۱۲)

پروفیسر حامد حسن علی گڑھ یونیورسٹی نے ۱۵/ اکتوبر ۱۹۸۴ء روزنامہ جنگ لندن میں اپنے مضمون ”اقبال پاکستان کے مخالف تھے“ میں اقبال کے تین چار خط شائع کیے جس میں واضح طور پر یہ بات ہے کہ اقبال کے نزدیک مسلمانوں کا طیبہ سلطنت کا مطالبہ بے اثر ہے اور محمد علی جناح کی مسلم لیگ لفظی ہے۔

پھر یکا دوہ علامہ اقبال ہیں جو مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ:  
”مولانا حسین احمد مدنی کی حیثیت دینی کے احرام میں میں ان کے کسی عقیدت مند سے پیچھے نہیں ہوں۔“

(اقبال کا ۹۱ ارغوان، ص ۲۰۵)

مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ پر اس حوالے سے دشنام طرازیوں کرنے سے پہلے اپنے گھر کی خبر لے لیتے جہاں آپ کی جماعت کے مولوی دیدار علی شاہ نے اقبال کی معروف نظم شکوہ جواب شکوہ پر یہ فتویٰ لگایا  
جب تک ان کفریات کے قائل (علامہ اقبال) کو جہنم کرے اس سے ملتا جلتا تمام مسلمان ترک کر دیں اور نہ سخت گناہ گار ہو گئے۔

(ذکر اقبال، ص ۱۲۹، گزشتہ اقبال، ص ۱۶۱)

اسی طرح مولوی طیب دانا پوری بریلوی نے بھی اپنی بدنام زمانہ کتاب ”تجانب اہلسنت“ ص ۲۲۲ سے لیکر ۲۲۳ تک علامہ اقبال

پر کفر کے فتووں کی بھرمار کی ہے۔۔۔ ماضی قریب میں آپ کے مسلک کے حکیم علامت مفتی احمد یار کھڑکی کے جانشین مفتی افتخار خان نسیمی نے علامہ اقبال کے خلاف ایک رسالہ ”تعمیرات اقدار و نظریات اقبال“ کے نام سے لکھا اس میں سے چند نکتے ملاحظہ ہوں

اقبال اللہ اور نبیوں کا گستاخ ہے (ص ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۵۸)

اقبال نے ساری ہر انگریز لوٹاری کی (ص ۱۶)

اقبال کو پڑھ کر غیر مسلم کے ذہن میں اسلام اور مسلمان کا جو طیارہ بھرتا ہے اس کا نظیادہ سب مٹھے رہے مسلمانوں کو بھگتتا پڑ رہا ہے

(ص ۱۷)

علامہ اقبال سو فیاد کا دشمن ہے (ص ۳۸)

اقبال ہندو کو کافر نہیں سمجھتا اقبال تفضیلی شیعہ بھی ہے (ص ۵۴)

اقبال مسلمانوں کو سبھوں سے ہٹا کر سبوں کی طرف لیجانے چاہتے ہیں (ص ۶۴)

یہاں ہم نے صرف چند نکتے نقل کئے ہیں یہ رسالہ آج بھی لاہور کے قسبی کتب خانے سے دستیاب ہے۔ فور فرمائیں جب

پاکستان بننے کے بعد اقبال کے بارے میں بریلوی قوم کا یہ قصور ہے تو پاکستان کے وجود میں آنے سے پہلے ان لوگوں نے کیا کیا عمل

کھلائے ہو گئے؟

ڈیروی صاحب نے یہ بھی لکھ دیا کہ ہم پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم نے تحریک پاکستان میں کوئی کردار ادا نہیں کیا۔ حالانکہ یہ شخص

اہرام نہیں حقیقت ہے۔ ہم نے ماہل میں گل لٹڑے اور حلال نقل کر دیے کہ آپ کے کارہ نے مسلم لیگ میں شمولیت حرام ہے کہ لٹڑے دیئے

اور مسٹر جناح کو مرتد اور اس کی جماعت کو مرتدین کی جماعت کہہ کر حرج و مرجالے بھی ملاحظہ فرمائیں۔ تقسیم ہند کے حوالے سے ایک سوال آپ

کے درضا خان صاحب کے پاس بھی آیا تھا اس کا جواب دہرہ دیتے ہیں کہ

کیا اگر غنٹت تھا تمہیں ملک دے دیں کہ اس میں خاصا خاصا اسلامی جہادی کردہ یہ تو ممکن نہیں نہ تھا ان کو طے بھر حرکت دیکھو گے ملک

ہاتھ لو گے ایک حصہ میں تم اسلام احکامی جہادی کردہ ایک میں دہندہ یعنی احکام جو تمہاری شریعت کی رو سے احکام کفر ہیں۔ بر تقدیر حالی ظاہر

ہے کہ ہندوستان کا کوئی شہر اسلامی آبادی سے خالی نہیں تو ان لاکھوں مسلمانوں پر اپنی شریعت مطہرہ کے خلاف احکام تم نے اپنی کوشش سے

جاری کرائے اور اس کے تم ذمہ دار ہو (لٹوی رضویہ ج ۱۰، ص ۱۵۶)

فور فرمائیں ڈیروی صاحب اس پر زور طریقے سے تقسیم ہند کی کاغذ بھری ہے کہ اس طرح تو ایک حصہ پر اسلامی نظام اور

ایک حصہ پر جو ہندوستان کہلائے گا کفر کے احکام تمہاری مرضی اور رضا سے جاری ہو جائیں گے جو خود کفر ہے۔ اس لئے تقسیم کسی صورت جائز

نہیں ہو سکتی۔۔۔

احمد رضا خان صاحب کے خلیفہ مولوی قسیم الدین مراد آبادی کہتے ہیں کہ:

— چند شاخ غلطیاں بھی کہیں جن کی بنا پر جبریل مولانا حضرت مولانا مرحوم ”نگار پاکستان“ بنا۔ —

(حیات مجددانہ کا مضمون: ص ۱۹۲)

ملتی دعا والدین بریلوی لکھے ہیں کہ:

سنی علماء میں سے کوئی بھی مسلم لیگ کا ممبر نہیں بنا اور نہ محمد علی جناح کی قیادت کو قبول کیا۔ (دعا راتناوی: ج ۱، ص ۸)  
ڈیروی صاحب کے پاس تحریک پاکستان میں شمولیت کے حوالے سے کوئی رد یا کارڈ ہے تو وہ ۱۹۴۵ء کی سنی کانفرنس ہے اسی کانفرنس کی کارروائی کو لیکر مختلف بریلوی مورخین مہام کو یہ دعوہ کر رہے ہیں کہ دیکھو ہم نے بھی تحریک پاکستان میں حصہ لیا حالانکہ اس کانفرنس کی حالت خود بریلویوں ہی کی زبانی ملاحظہ فرمائیں:

حضرت قبلہ عالم (پیر جماعت ملی شاہ)۔۔۔ (ازبانی) حق کوئی میں بتایا ہے ہاں کہ تھے اجلاس سے گل بنارس کھینچنے سے پہلے اس کی مجلس عقیدہ مند خدمت والا میں عرض کر چکے تھے کہ اس اجلاس میں مسلم لیگ اور مطالبہ پاکستان کی حمایت میں کچھ کہنے سے اجتناب کیجئے اس لئے کہ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ آپ نے ایسا کیا تو جیلے میں سخت ہنگام ہوگا۔  
چنانچہ شرکائے جلسہ میں سے کئی علماء نے آپ کی مخالفت میں تقریریں کیں۔ جلسے کو دوہم برہم کرنے کیلئے شور و فوغا ہوا۔ جناح صاحب پر کلمے کے لتوں کا اعلان ہوا۔ (سیرت امیر ملت، ص ۴۷۵)

قارئین کرام ہم نے یہاں انتخابی اختصار کے ساتھ ڈیروی صاحب کے مضمون کا جواب دیا ہے ہمارے ڈیروی صاحب سے بھی گزارش ہوگی کہ تحریک پاکستان کے حوالے سے اصل حقائق کو ابھی صدیاں نہیں گزریں اس لئے اب بھی بھڑی اسی میں ہے کہ ان حقائق کو سچی رہنے دیں۔۔۔ ڈیروی صاحب کو امتزاجات کرنے سے پہلے آئینہ دیکھ لینا چاہیے تھا۔ بہر حال اگر ڈیروی صاحب نے ہمارے اس جوابی مضمون کے جواب میں بھی پھر کوئی پر فریب مضمون لکھنے کی غلطی کی تو انشاء اللہ ہم اسی طرح جواب کا حق محفوظ رکھتے ہیں کہ

پارز عمدہ محبت ہائی ا

و ما علینا اللہ البلاغ



**نقیب** پرنگ پریس ڈسکہ  
0300-8715892